بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للعہ)

یہ ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو فاروق منزل قادیان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر میر قاسم علی

فاروق

جلد (۱۰) مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۲۰ صفر ۱۳۴۴ھ نمبر (۲۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں۔ (۲) خاندان رسالت و ممبران خاندان حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ و نواب صاحب قبلہ میں ہر طرح عافیت ہے۔

(۳) حضرت صاحبزادگان میاں ناصر احمد و منصور احمد و مظفر احمد صاحب معہ برادران خورد بخیریت تمام کوہ مری سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

(۴) عزیزہ مریم صدیقہ بنت حضرت اخویم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کو اب دن بہ دن صحت ہو رہی ہے۔ الحمد للہ (۵) خاکسار ایڈیٹر فاروق حسب اعلان سابقہ ۶ رکو امرتسر گیا۔ اور وہاں سے ۱۱ رکو فائز المرام واپس آیا۔ اسلئے اخبار ایک دن لیٹ ہو گیا ہے۔

(۶) انجمن احمدیہ امرتسر کا یہ پہلا سالانہ جلسہ تھا۔ جو خیر محمولی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔ ملاّنوں نے مخالفت کی۔ لوگوں کو جلسہ میں آنے سے روکنا چاہا۔ مگر نامراد رہے۔ مولوی ثناء اللہ نے بھی قریب تر مسجد میں اپنے جلسہ کا اعلان کیا۔ تا کہ لوگ احمدی جلسہ میں نہ شامل ہوں۔ مگر وائے ناکامی۔ ایڈیٹر اہلحدیث کے لیکچر میں صرف تیس آدمی رہے۔ باقی تمام ہمارے جلسہ میں آگئے۔ اور پھر سردار اہلحدیث کو دوبارہ وعظ و لیکچر کے اعلان کا یارا نہ ہوا۔ ہمارے جلسوں میں ڈیڑھ ہزار سے لیکر قریب چار ہزار تک حاضری رہی۔ سب غیر احمدی اور غیر مسلم ہندو سکھ وغیرہ اصحاب ہوتے تھے۔ (مفصل پھر انشاء اللہ)

توبہ الٰہی توبہ

(از طالب صاحب جہلمی)

ملک غفلت میں ہے سرشار الٰہی توبہ
کوئی بھی تو نہیں ہشیار الٰہی توبہ

ہمیں واعظ سے عقیدت کی مہک آتی تھی
وہ بھی ہے مائل پندار الٰہی توبہ

متحد ہونے نہیں اور لڑے مرتے ہیں
خوار ہیں کافر و دیندار الٰہی توبہ

جسکو دیکھو وہ گراں سر ہے مئے کلفت میں
کون ہے غم سے سبکسار الٰہی توبہ

جسکو ہم اپنا سمجھتے تھے بڑی مشکل ہے
وہ ہے غیروں کا طرفدار الٰہی توبہ

روز اک قسم کا جھگڑا ہے۔ خدا تری پناہ
روز اک طرح کی تکرار الٰہی توبہ

اسکی صحت کو مٹایا مرض عصیاں نے
قوم مسلم ہوئی بیمار الٰہی توبہ

مضحکہ مصلح و ہادی کا اُڑاتے ہیں یہ لوگ
ان پہ کچھ ایسی ہے پھٹکار الٰہی توبہ

روح دنیا کے مصائب سے گھُلی جاتی ہے
ہم تو ہیں جان سے بیزار الٰہی توبہ

شرک سے ربط شب و روز عیاذاً باللہ
اور توحید سے انکار الٰہی توبہ

اپنی رحمت کی پناہ میں چھپا طالب کو
تیرا بندہ ہے گنہ گار الٰہی توبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

پیر جماعت علی شاہ چھوٹانی خجندی پر بمبئی میں حملہ

مسئلہ حجاز مسلمانوں کے لئے وبال جان ہو گیا ہے شیخ سعدی مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

اگر دنیا نباشد دردمندیم
وگر باشد بمہرش پائے بندیم

وہی حال ہندی مسلمانوں کا ہے۔ حجاز سابق شریف کے ماتحت تھا۔ تو مسلمان روتے تھے۔ اور کہتے تھے ؎

الٰہی کافر و مشرک بنا شیطان پیدا کر
شریف مکہ سا انسان مگر نہ پیدا کر

اس کے متعلق انکی دعائیں سنی گئیں۔ شریف بھاگا۔ علی اسکا بیٹا محصور ہوا۔ نیا دور چلا تو اب وہ اُس دور کی مخالفت کرتے ہیں۔ شریف کو ظالم کہتے تھے۔ تو نجدیوں کو ظالم ترین بلکہ اشد کافرین نام رکھتے ہیں۔ اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ باہمی لڑتے ہیں۔ جھگڑتے ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں۔ تقریریں ہوتی ہیں۔ جنمیں بڑی سختی سے اہل نجد پر حملے ہوتے ہیں۔ واقعات بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ بمبئی جیسے شہر میں خوب جنگ ہوئی۔ جس میں بڑے بڑے لوگوں پر لاٹھیاں چلیں جس کی روئداد اخبار خلافت بمبئی نے لکھی ہے جو درج ذیل ہے۔

"آخر جس بات کا خوف تھا۔ وہ ظہور پذیر ہو گئی۔ جامع مسجد میں چھوٹانی کی جماعت نے جو حرکتیں کیں۔ اون کی وجہ سے شہر کے تمام حلقوں میں غیظ و غضب کے جذبات برافروختہ ہو گئے مولانا شوکت علی اور کارکنان خلافت کی امن پسندانہ جد وجہد کے باوجود لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور مدنپورہ میں خجندی، ذکریا منہیار، پیر جماعت علی شاہ (پنجابی علی پوری) چھوٹانی کا بیٹا اور ان کے چند اور آدمیوں کو لوگوں نے بڑی طرح زد و کوب کیا۔ چھوٹانی پارٹی نے حماقت یہ کی کہ بمبئی کے سب سے جوشیلے مسلمانوں کے محلہ کی مسجد میں ایک جلسہ کر ڈالا۔ چونکہ مسجد کا متولی ان کا ساتھی تھا۔ لہذا جلسہ کا انتظام تو ہو گیا۔ اور پیر جماعت علی شاہ کی صدارت کا اعلان ہو گیا۔ مگر صبح سے ہی مختلف قسم کی افواہیں شہر میں اُڑنے لگیں تھیں۔ پیر جماعت علی شاہ، خجندی، ذکریا منہیار، چھوٹانی کا بیٹا مع قصائی محلہ کے ایک گارڈ کے جلسہ میں پہونچے جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی متولی کی طرف سے اعلان کر دیا گیا۔ کہ کسی آدمی کو بغیر صدر کی اجازت کے بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ پیر جماعت علی شاہ نے وعظ کہا جس کا سر پیر کچھ درست نہ تھا۔ وعظ میں اس امر پہ بہت زور تھا کہ میں اولاد رسول ہوں۔ میری عزت کرنا تم پر فرض ہے۔ چونکہ جلسہ میں ادھر اُدھر لوگ چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ اور رنگ ڈھنگ دیکھ کر خجندی نے سمجھ لیا تھا۔ کہ معاملہ دگرگوں ہے۔ لوگ گروہ در گروہ ادھر اُدھر کانا پھوسی کرتے نظر آئے۔ تو خجندی کو بہت خطرہ ہوا۔ اور اس نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اب جلسہ ختم ہو گیا۔ سب کو چلا جانا چاہیئے۔ خجندی کے یہ الفاظ سگنل تھے۔ لوگوں نے ہر طرف سے سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ اور زبانی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد بہت جلد ہنگامہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ خجندی، ذکریا منہیار، وغیرہ دروازہ کی طرف آئے۔ جوں ہی مسجد سے باہر قدم نکالا خجندی پر ٹوٹ پڑے۔ سب سے پہلے ایک چھتری سر پر پڑی۔ پھر لات جُوتا اور لکڑی پڑنے لگی۔ آخر یہاں تک نوبت آئی کہ بمشکل اوسے آدمیوں نے گھسیٹ کر موٹر میں ڈالا۔ موٹر پر بھی بہت لکڑیاں پڑیں۔ تمام شیشے ٹوٹ گئے۔ اور سخت نقصان پہنچا۔ موٹر والے نے اندھا دھند موٹر کو "کالے پانی" والی گلی میں گھسیڑ دیا۔ مگر وہاں اس قدر پتھر پڑے کہ وہاں سے بے تحاشا پھر الٹا بھاگا۔ چھوٹانی کے بیٹے اور ذکریا منہیار کو لوگوں نے بہت مارا۔ ہر طرف سے یہ آواز آتی تھی۔ کہ چھوٹانی کہاں ہے۔ اسے لاؤ۔ پیر جماعت علی شاہ کے بھی کئی گھونسے اور پتھر پڑے مگر پھر بعض لوگوں نے کہا۔ کہ یہ بوڑھا ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ مسجد کے متولی پر جب حملہ ہوا۔ اور کئی ضربیں پڑیں۔ تو وہ بھاگ کر پیشاب خانہ میں گھس گیا۔ لوگوں نے اوسے چھوڑ دیا۔ قصائی محلہ کا گارڈ اس وقت بالکل سہم گیا تھا۔ اور سب بھیگی بلّی بنے ہوئے تھے"۔ (۳ ستمبر)

اہلحدیث ادھر لاہور میں اس سے بھی زیادہ ہنگامہ ہوا۔ کسی منچلے نے مولوی دیدار علی کے بیٹے پر چُھری چلا دی۔ جس کی گرفتاری ہوئی۔ اور پولیس میں تفتیش ہو رہی ہے

حامیان قبجات کے کلمات طیبات میں سے بطور نمونہ چند الفاظ ہم دکھاتے ہیں۔ جن کو سنکر کہاں تک صدمہ ہوتا ہے۔ انکو پڑھنے والے بھی اندازہ کر لینگے۔

لاہور کے اخبار انوار اعظم میں کسی دل جلے کی دعا لکھی ہے۔

"اے میرے اللہ! اب تو کفاران غیر مقلدین وہابی نجدیوں کے ظلم و ستم کے باعث جام صبر لبریز ہو گیا۔ اور ان غیر مقلدین۔ ملحدین۔ مرتدین۔ بیدین اور بے ایمان اور غدّار۔ مکّار اور بے رحم اور سفاک اور بے باک۔ ظالم۔ شیطان۔ ملعون۔ وہابی نجدیوں کے مظالم اور مفاسد کے نشتروں سے دل کی رگیں چھلی جا رہی ہیں۔ خصوصاً قبجات مبارکہ قبہ مولد النبی (یہاں تک کہ) قبہ حضرت عبد المطلب و قبہ حضرت ابو طالب مسمار کر دیئے۔ الخ (۲۱ ستمبر)

(اہلحدیث ۱۱ ستمبر ۱۹۲۵ء)

— مسجد سید نا حمزہ رضؓ بالکل تباہ ہو گئی ہے۔ اور وہابیوں نے اسکے قبے مسمار کر دیئے ہیں۔ پہلے حملہ میں وہابی اس مسجد کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ مگر انہیں مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ وہابیوں کے لوگوں سے گنبد خضرا کو نقصان پہنچا ہے۔ اور وہ ٹوٹ کر بیچ میں سے شق ہو گیا ہے۔ اسکا خوف ہی کہ وہ کہیں گر نہ پڑے۔ نجدیوں نے مدینہ میں دو دوسرے قبوں کو بھی منہدم کر دیا ہے۔ اہلحدیث سے معصوم لوگوں کو قتل کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۵ء

فاروق اور اہلحدیث

رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

مجھے اس بات کا نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ بعض نام کے سردار اہلحدیث بننے والے اور ہیچمدان دیگرے نیست کا دعوے کرنے والے اور انا خیر منہ کی لاف مارنے والے ہمیشہ اپنے مخالف کے مقابلہ میں تقویٰ اور طہارت۔ خشیت و دیانت سب کو بالائے طاق رکھ کر اپنے ہمجولیوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے اصل حقیقت سے پیچھے ہٹ کر ایسے کرتب دکھاتے ہیں۔ کہ یہود کو بھی شرماتے ہیں۔ اور پھر اس چالاکی۔ ایسی حق پوشی۔ اور اس طرح کی تلبیس پر اتنا اتراتے ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ یہی حال عموماً سب علماء مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے۔ اور بالخصوص مثیل رنجیت سنگھ "شیر پنجاب" کہلانے والے فضیلتمآب امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کا۔

اس بھلے مانس نے خدا جانے شیطان الرجیم سے عہد کر لیا ہے۔ کہ اپنی مقدور بھر عباد الرحیم سے کبھی حق بات نہ کہونگا۔ اور کسی حالت میں صاف گوئی نہ کرونگا۔ خدا کے فضل سے میرے پاس اس ذات شریف کی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جن میں جناب والا نے۔ دروغ بیانی۔ افترا پردازی۔ حیلہ بازی۔ دفع الوقتی۔ منافقت حق کی مخالفت سے کام لیکر اپنا وقت گزار لیا۔ اگر وہ انکار کرینگے۔ تو میں بجو ثبوت وہ مثالیں جناب والا کے سامنے پیش کر کے ان کی ناک پر داغ لگا دونگا۔ اسوقت تازہ مثال پیش کرتا ہوں۔ ناظرین فاروق بغور ملاحظہ فرمائیں۔

میرا استفسار اور ثنائی بیہوشی

فاروق مورخہ ۶ اگست ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ پر میں نے ایک مضمون لکھا جس کی سُرخی تھی۔

"مولوی ثناء اللہ امرتسری اور ہم"۔ اس مضمون میں مینے فاضل امرتسری سے دس سوال کئے تھے۔ جو اس کے رسالہ "شہادات مرزا" کے متعلق تھے۔ ناظرین افاروق کا وہ پرچہ نکالکر دوبارہ ملاحظہ فرما لیں۔ تو آپ کو تمام واقعہ تازہ ہو جائیگا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس پیالہ کو خاموشی کے ساتھ "ٹالدیا۔ تا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کیا یہ "ٹال" دیانت داری سے تھی۔ یا بے خبری سے؟ ہرگز نہیں! یہ محض اپنی سیہ کاری اور غداری پر پردہ ڈالنے کے لئے تھی۔ کیونکہ اُن سوالات کے جواب صحیح دینے سے جناب والا کی نہ صرف فضیلت کی دستار پارہ پارہ ہوتی تھی۔ بلکہ ایمانداری اور مولویت کی بھی بُری طرح پردہ دری ہو جاتی۔

حیات مسیح کے اثبات سے امرتسری کا عجز و فرار

اس کے بعد ۱۳ اگست کے فاروق میں امرتسری فاضل کے رسالہ "شہادات مرزا" کا جواب بعنوان "آیات الٰہیہ بجواب شہادات ثنائیہ" نمبر اول شائع کیا۔ جس میں امرتسری ہمہ دان کے اس ادعاء لایعنی کی کہ "احمدی مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت موعودہ کے اثبات سے عاجز ہو کر کبھی وفات مسیح پر بحث کرنے لگ جاتے ہیں۔ کبھی دجال اور اس کے گدھے کی بابت اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیتے ہیں جس سے اصل مقصد دور ہو جاتا ہے"۔ ایسی زبردست تردید کی تھی۔ کہ فاضل امرتسری کا دماغ مختل ہو گیا۔ اور ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ اصل مضمون کی جوابدہی سے جو کہ حیات و وفات مسیح کی بحث کو مقدم اور نہایت ضروری بربناء عقل و نقل و مسلمات حضرت مسیح موعودؑ ثابت کیا گیا تھا۔ راہ فرار اختیار کر کے اپنے عجز کا ثبوت دیا۔ اور میرے نہایت ہی معقول چھ استفسار وں کے جواب میں اپنی قدیمانہ تہیدستی اور مولویانہ ایمانداری کا اظہار کر کے میری وجدانی پیشگوئی کو جو میں نے فاروق کے صفحہ ۷ کالم ۲ پر لکھی تھی۔ پورا کر دیا۔ اور وہ پیشگوئی یہ تھی۔ کہ

"جناب مولوی فاضل صاحب اگو یہ استفسارات انکشاف حقیقت کے لئے کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ کے طرز رندانہ اور آپکی پالیسی مولویانہ کے خلاف ہیں۔ اسلئے مجھے اِن کے متقیانہ اور مومنانہ

جواب کی امید تو دس فیصدی سے

بھی کم ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا دیرینہ خدمتگزار جناب کا پورا مزاج دان اور نبض شناس ہے۔ کہ جہاں حق ثابت کرنے کے لئے کوئی راہ آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ آپ نے روباہِ مکار کی طرح فوراً اس سے بچنے کی کوئی نہ کوئی راہِ فرار نکال ہی لیا۔ لیکن ساری دنیا اندھی نہیں۔ وہ آپ کے جواب نہ دینے پر جناب کی فضیلت اور ہمہ دانی اور تقویٰ و طہارت و دیانت و ایمانداری کو خوب سمجھ لیگی۔ اور میں اپنے دیرینہ تجربہ کی بناء پر یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ آپ نے ان صداقت رس استفسارات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے جواب میں اپنی پردہ پوشی کرتی ہے۔"

معزز ناظرین! اس اقتباس بالا میں جو کچھ میں نے عرض کیا تھا۔ حرف بحرف مولوی صاحب نے اس پر عمل کر دکھایا۔ اور مطلق حیا و شرم سے کام نہ لیکر ۲۸ اگست کے اہلحدیث میں "فاروق کو جواب" کی سُرخی سے اپنے غیر مقلد ناظرین کی آنکھوں میں مرچیں ڈالتے ہوئے دجالانہ چال چلکر فرماتے ہیں۔ کہ

"اخبار فاروق قادیان میں مجھ سے چند سوال کئے ہیں۔ جن کو مرزائی مبحث کے لئے آسان فیصلہ کن سمجھا ہے اور مجھے بڑی دلسوزی سے مشورہ دیا ہے کہ میں یہ راہ اختیار کروں۔ کیونکہ اس راہ کی منزل نزدیک ہے۔ گویا ایک گولی سے دو شکار مرتے ہیں۔ یہ بھی کہا ہے۔ کہ میں چونکہ تمہارا دیرینہ خدمتگذار ہوں۔ اس لئے میں جانتا ہوں۔ کہ تم جواب نہ دوگے وغیرہ۔

ہاں صاحب آپ کے سوالات کے طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ **محض** میری آسانی کے لئے یہ سوال کرتے ہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں (ثناءاللہ) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر دوں۔ تو مباحث مرزائیہ کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چونکہ آپ نے اس مضمون میں **گولی** کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے میں **جواب دینے سے پہلے آپ سے** سوال کرتا ہوں" (اہلحدیث ۲۸ اگست ۱۹۲۵ء)

امرتسری فاضل کو فاروق کے سارے مضمون میں صرف ایک **گولی** ملی ہے۔ جس کو انھوں نے اپنے تپ لرزہ کے لئے کونین سمجھکر استعمال کیا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ اس گولی کے سہارے سے روزانہ تپ سے تو نجات ہو جائیگی۔ گو تپ ہی بخار آنے لگے

اسلئے ناظرین فاروق کو پہلے اس گولی کے اجزا بتادوں جو مولوی صاحب نے کھائی ہے۔ تاکہ پتہ لگ جائے۔ کہ مریض دق نے زندگی سے بیزار ہو کر زہر کی گولی کھالی ہے۔ میں نے مولوی صاحب کو زیر استفسار نمبر (۴) یہ سمجھایا تھا۔ کہ آپ کو حیات مسیح ثابت کرنے سے کیوں موت آتی ہے۔ جبکہ مسیح موعودؑ نے خود فرمایا ہے۔ کہ اگر مسیح ابن مریم کا زندہ آسمان پر ہونا ثابت ہو جائے۔ تو میں مسیحیت موعودہ کے دعوے سے خود دست بردار ہو جاؤنگا۔ اپنی تمام کتابیں جلا دونگا۔ اور توبہ اور رجوع کا اعلان کر دونگا۔ چنانچہ میرے الفاظ یہ ہیں۔

"(۴) جبکہ آپ کا عقیدہ از روئے قرآن و حدیث صعود اور حیات مسیح کا ہے۔ تو پھر آپ کے لئے یہ آسانی ہے۔ کہ آپ حیات مسیح کو ثابت کرکے مدعی مسیحیت کے دعوی کو باطل کرکے اس سے دعوی سے دست برداری حاصل کریں۔ یا مدعی مسیحیت کے لئے اسمیں آسانی ہے۔ کہ وہ پہلے حیات مسیح اور صعود مسیح کی تردید کرے۔ پھر وفات مسیح کا ثبوت دے۔ اسکے بعد عدم رجوع موتےٰ فی الدنیا ثابت کرے۔ اس کے بعد اپنے دعوی مسیحیت کا ثبوت مسکت خصم پیش کرے۔

بظاہر تو ہر ایک یہی سمجھتا ہے۔ کہ آپ کے صرف ایک حیات مسیح ثابت کرنے پر ہی دعوی مسیحیت خود بخود باقرار مدعی باطل ہو جائیگا۔ اور اس طرح آپ کا ایک ہی حربہ سے سب کام نکل جاتا ہے۔ تو آپ ہی کے لئے آسانی ہے۔ مگر مدعی مسیحیت کو پانچ مرحلے طے کرنے پڑینگے اور اس پر بڑا بوجھ ہے۔ اور آپ پر صرف ایک ہی بار ہے۔ کہ آپ حیات مسیح ثابت کرتے ہی جو کہ آپ کا عقیدہ ہے اسکے دعوی مسیحیت کو بھی باطل کر دیتے ہیں گویا ایک گولی سے دو شکار کرنیوالا آسانی میں ہے۔ اور جس کو پانچ گولیوں سے پانچ قتل کرنے ہوں۔ اسکا کام زیادہ اور دو مشکل میں ہے۔ لہذا آپ فرمائیں کہ اقرب الی العقل اور آسان تر کون سی راہ ہے آپ کی یا مدعی مسیحیت کی؟ بلفظہٖ ملخصاً

میری یہ عبارت اگر ایک کودن اور دہقانی کو بھی دکھائی جائے۔ تو وہ فوراً سمجھ لیگا۔ کہ یہ ایک صاف اور عام فہم استفسار ہے۔ نہ کہ مشورہ اور تجویز جو کہ فریق ثانی کو دیا گیا ہے۔ مگر وائے برحال امرتسری فاضل کہ وہ اس کو مشورہ قرار دیکر سارے استفسارات میں سے ایک گولی کھاکر اس کی پینک میں بعید از علم و عقل میرے سوالات پر سوال کرتے ہیں۔ جس کے جواب کے بعد میرے استفسارات کے جواب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا میں اپنے قدیمی **نمک خوار** کا سوال لکھکر اسکا جواب دیتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ اپنا جواب سُن لینے کے بعد نمک حرامی نہیں کرینگے اور اپنے محسن آقا کے استفسارات مندرجہ فاروق نمبر ۱۷ مورخہ ۶ اگست و نمبر ۱۸ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۲۵ء کے جواب دیکر حق نمک ادا کرینگے۔

امرتسری نمکخوار کا سوال پر سوال } مولوی ثناءاللہ صاحب آگے لکھتے ہیں۔ کہ "چونکہ آپ نے اس مضمون میں گولی کا ذکر کیا ہے۔ اسلئے میں **جواب دینے سے پہلے** آپ سے سوال کرتا ہوں کہ"

"اگر آپ فرنچ جرنیل کی جگہ ہوں۔ اور غازی عبدالکریم کو یہ **مشورہ** دیں۔ کہ تم میرے قلعہ پر مشرق کی جانب سے حملہ کرو تو جلدی کامیاب ہو سکتے ہو۔ تو کیا وہ اس مشورہ کو مانیگا۔ یا ماننے پر مجبور ہوگا؟ اور اگر وہ اپنی مصلحت اور فوجی بصیرت سے آپ کا مشورہ نہ مانتے تو آپ اس کو کسی طرح کی ملامت کرینگے؟ ہر ایک دانا یہی کہیگا۔ کہ جنگ میں ہر فریق اپنی مصلحت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود جانتا ہے۔ جو مخالفت کی بتائی ہوئی سمت سے آئیگا۔ وہ دہوکہ کھائیگا۔"

(اہلحدیث ۲۸ اگست صفحہ ۴)

میرا جواب مولوی صاحب یہ کسقدر قابل شرم بات ہے۔ کہ ایک نمک خوار جو "اُلوالوفا" کہلاتا ہو۔ ایسی بے وفائی اپنے محسن اور آقا سے کرے کہ اسکا آقا اگر دن کو دن کہے تو وہ اس کے خلاف اپنی پکی ہوئی عادت کے مطابق رات اور اندھیری رات ہی بتائے۔ تو کیا ایسا نمک حرام آیندہ کسی انعام واکرام واحسان کا مستحق ہے۔ یا کان سے پکڑ کر فوراً باہر نکالدینے کا مستوجب؟

اے دروغگو متقی! خدا سے ڈر۔ خدا سے نہیں تو مخلوق سے ہی شرم کر۔ کیوں اپنی فضیلت کی رہی سہی پردہ دری کراتا ہے۔ ایمان سے بتائیں نے کہاں یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ میرے قلعہ پر فلاں سمت سے حملہ کرو۔ تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور وہ کونسی دنیا ہے جس میں کوئی فریق اپنے دشمن مقابل فریق کو یہ مشورہ دیا کرتا ہے۔ کہ تم میرے قلعہ پر مشرق کی جانب سے حملہ کرو۔ تو جلدی کامیاب ہو سکتے ہو۔ ایک عنقا صفت اور بے نظیر مثال گھڑ کر "فاروق کو جواب" دینے کی کوشش کرنا آپ جیسے دیندار وفا شعار ہی کا کام ہے۔ ورنہ کوئی ذی ہوش سلیم العقل کبھی ایسی مثال نہیں پیش کرے گا۔ جو خود ہی بے مثال ہے۔ اور جس کا دنیا میں کبھی وقوع ہی نہیں ہوا۔

جناب والا! میں نے آپ سے استفسار کیا ہے یا مشورہ دیا ہے۔ جو آپ نے جھٹ ایک گولی کھالی؟

کیا میرے ان الفاظ کا کہ "ہذا آپ فرمائیں کہ اقرب الی العقل اور آسان تر کونسی راہ ہے۔ آپ کی یا مدعیٔ مسیحیت کی؟" یہ مدعا لفظی یا معنوی نکل سکتا ہے۔ کہ میں آپ کو اپنے قلعہ پر حملہ کرنے کی سمت بتا رہا ہوں؟ ہاں میں آپ کو راہ راست اور صراط مستقیم کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جو بدقسمتی سے آپ کی مولویانہ فطرت کے موافق نہیں آتی۔ اور آپکو حق جوئی سے طبعاً دور ہی دور رہنا پسند آتا ہے۔

جرنیل اور پنڈت اور قانون دان مولوی صاحب کو جرنیل اور پنڈت اور قانون دان بننے کا ہمیشہ شوق رہا ہے۔ مگر افسوس کہ تینوں عہدوں میں سے آپ ایک کے بھی اہل نہیں۔ جرنیلی کا تو یہ عالم ہے کہ آپ کی فوج جرار نابالغاں اسقدر مطیع و فرمانبردار ہے۔ کہ اہلحدیث مورخہ ۷ اگست ۱۹۲۵ء میں اُن کی اطاعت کا اس طرح تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ وہابی قوم

"ایسی ناقدری ہے۔ کہ اس سردار (ثناء اللہ جرنیل) کی باتوں پر کچھ دہیان ہی نہیں کرتی۔ اور آپس کے حسد و بغض کو اپنا مقصد زندگی خیال کرتی ہے۔" (بلفظہ صفحہ ۵ کالم اول)

اور پنڈتائی آپ کی تو زبانزد خلق ہے۔ باقی رہی قانون دانی۔ اسکا ڈپلومہ آپ کو بسر آوان ضلع فیروزپور کے مناظرہ میں شرائط مناظرہ طے کرتے وقت اخویم پیر اکبر علی صاحب بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر نے ایسا دیا تھا۔ کہ اس کے بعد آج تک حضور نے پھر قانون دان ہونے کی ڈینگ نہیں ماری۔ اب صرف لے دے کر "مولوی فاضل" کہلانے کی بانگ بے ہنگام رہگئی ہے۔ سو اس کی رونق آج دو درجن سے زیادہ کی تعداد کے احمدی مولوی فاضلوں نے جو ۱۶ اور ۱۸ سالہ ہیں۔ ایسی اُڑادی۔ کہ جناب کی زبان سے مدت ہوئی یہ ادعا بھی نہیں سُنا گیا۔ خاصکر مولوی جلال الدین شمس کے سامنے تو فیروزپور اور لاہور میں خود بدولت کی فضیلت ایسی ڈھیلی پڑ گئی ہے۔ کہ تا حیات پھر دم مارنے کی جگہ ہی نہیں چھوڑی۔

امرتسری کی سخن فہمی مولوی صاحب! ایمان سے کہنا۔ بشرطیکہ بُرے ایمان آپ نے اپنی کرتوتوں سے کوئی باقی رہنے دی ہو۔ کہ فاروق کے اس استفسار کا کہ

"(د) براہ مہربانی یہ بتائیں۔ کہ اگر بروئے قرآن وحدیث وعقل ونقل یہ ثابت ہو جائے کہ فی الحقیقت مسیح ابن مریم اسرائیلی رسول نہ آسمان پر گیا ہے۔ نہ زمین پر موجود ہے۔ بلکہ مثل دیگر انبیاء کے فوت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ جو فوت ہو جاتا ہے۔ وہ دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں نہیں بھیجا جاتا۔ ان سب مراحل کے با دلۃ الصحیحہ ودلائل عقلیہ ونقلیہ بحق مدعی مسیحیت فیصلہ ہو جانے پر ابن مریم والی پیشگوئی مندرجہ احادیث صحیحہ سے پھر کونسا ابن مریم آپ مراد لینگے۔ اور کس کے حق میں اس پیشگوئی کو سمجھیں گے۔"

(فاروق صک کالم ۳)

یہی عالمانہ اور دیانتدارانہ جواب ہے۔ کہ

"مباحث مرزائیہ میں حیات مسیح ثابت کر دینے میں ہم کو وہ لطف نہیں آتا۔ جو مرزا صاحب کی تنقید شخصیت میں حاصل ہوتا ہے۔"

(اہلحدیث ۲۸ اگست صک کالم ۲)

درانحالیکہ مدعی مسیحیت حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار کھول کھول کر آپ جیسے یوسف مدعیان علم وفضل کو چیلنج دیا ہو۔ کہ

"اس مسئلہ میں میرے ساتھ بحث کرلیں اور میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات ثابت ہو جائے۔ تو میں اپنے الہام سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ پس کچھ ضرور نہیں۔ کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔ بلکہ میں حلفاً بیان کرتا ہوں۔ کہ اگر میں اسی بحث وفات مسیح میں غلطی پر نکلا۔ تو دوسرا دعویٰ (یعنی مسیح موعود ہونیکا) خود چھوڑ دونگا۔" (ازالہ)

پھر آپ کا اس آسان اور قریب تر الحصول راہ سے گریز اختیار کر کے ثبوت سے جی چرانا زندہ ہی مرجانا نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ کیوں آپ کو حیات مسیح کے اثبات سے موت آتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہی دلائل جو ماشاءاللہ فضیلت کی پگڑی سر پر رکھ کر تفسیر ثنائی میں درج فرمائے ہیں۔ اور وہی بحث حیات مسیح جو آپ کے قوت بازو مسیح اسرائیلی کی گاڑی کے گھوڑے نے شہادۃ القرآن کی دو جلدوں میں نقل کی ہے جس کی مدت ہوئی کافی سے بڑھ کر تردید عمدۃ المفسرین حقیقت آگاہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل احمدیہ کالج قادیان نے اپنی تفسیر القرآن میں اور حضرت اکمل سلمہٗ نے علیحدہ رسالہ کی صورت میں اور مولوی سید صادق حسین صاحب نے تشحیذ الاذہان کے کئی نمبروں میں اور خاکسار آپ کے محسن قاسم نے فاروق میں ایسی کر چھوڑی ہے۔ کہ وہ سب بحث دفتر پارینہ بن کر گاؤخورد ہو چکی ہے۔ میدان میں نکل کر ہمارے مقابلہ میں ذرا پیشکر کے تو دکھائیں۔ تاکہ پتہ لگ جائے کہ واقعی آپ اس کٹھن راہ کے پورے ماہر اور اس راہ خار دار سے ہمہ تن سلامت گذر چکے ہیں۔ اور اس مسئلہ کی تحقیق انیق اس حد تک آپ نے کر رکھی ہے۔ کہ اب اس سے آپ "فارغ ہو چکے ہیں"۔ اور آیندہ "مزید کی گنجائش نہیں"۔ ورنہ

ہم صاف صاف کہینگے } کہ علماء وہابیہ میں حیات مسیح اور صعود مسیح اور نزول مسیح اسرائیلی کے ثابت کرنے کی مجال اور طاقت نہیں۔ اسلئے وہ روبہ مکار کی طرح "کھٹے انگور" کہکر اپنی جان بچاتے ہیں۔ مار ڈالو۔ ذبح کر دو۔ کتنے ہی ابھارنے والے الفاظ کہو۔ کسی طرح غیرت دلاؤ۔ وہ حیات و صعود مسیح اسرائیلی سے دم میں دم ہوتے بحث نہیں کرینگے۔ کیونکہ حیات مسیح ثابت کرتے کرتے خود ان کی موت ہو جاتی ہے۔ مگر حیات ثابت نہیں ہو سکتی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ امرتسری ابوالوفاء اب ضرور اپنی کنیت کی لاج رکھیں گے۔ اور آیندہ اشاعت میں فاروق کے تمام استفسارات کا جواب باصواب دیکر دستار فضیلت کو تار تار ہونے سے بچالینگے۔ اور پھر کبھی جرنیل والی بعید از قیاس و دور از عقل مثال دیکر کسی سوال پر سوال کرنیکی حماقت نہ کرینگے۔

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہوسکتا ہے؟

(۱۴)

قبل ازیں ہمنے آریہ منتھ کی اس عالمگیر عبادت کا مختصر حال لکھا تھا جس کا نام برہم یگیہ یعنے سندھیا ہے۔ اور بوضاحت دکھلایا تھا۔ کہ یہ عبادت نہیں۔ بلکہ بلغم و صفراء کا علاج اور سستی و نیند دور کرنے کا نسخہ اور جریان و ضیق النفس وغیرہ امراض کے پیدا کر لینے کا اچھا ذریعہ ہے۔ اور باوجود کسی خوبی نہ ہونے کے اس کو اعلیٰ عبادت کہنا اسی قوم کا کام ہے۔ جو عبادت کی حقیقت سے بالکل نا آشنا ہو۔ باایں ہمہ اوسکا طریق بجا آوری ایسا کٹھن اور ناممکن التعمیل ہے۔ کہ ہر آریہ ہر جگہ اور ہر حالت اور ہر موسم اور ہر ملک میں اس کو ادا کر ہی نہیں سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ تعلیم ایشور (خدا) کی طرف سے نہیں محض ایجاد بندہ ہے۔ اس لئے عالمگیر نہیں ہو سکتی۔ آج ہم آریہ سماج کی دوسری عبادت کا کچھ ذکر سناتے ہیں جس کا نام ہون یا ہوم یا اگنی ہوتر ہے۔

آتش پرستی یا ہون } سوامی دیانند جی نے اپنی ستیارتھ پرکاش باب ۲ کی دفعہ ۱۵ میں اس عبادت کا ذکر کیا ہے اور اسکو بھی ہر ایک آریہ کے واسطے بمنزلہ فرض کے قرار دیکر فتویٰ لگایا ہے۔ کہ جو آریہ صبح و شام دونوں وقت ہوم نہ کرے۔

"اس کو شودر کے مانند (یعنے چوہڑہ چمار دھوبی نائی باورچی وغیرہ) سمجھیں"۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ جیسے جل پوجا جسکو برہم یگیہ کا خطاب دیا ہوا ہے۔ نہ کرنیوالا پاپی اور شودر ہے اوسی طرح یہ آتش پرستی نہ کرنیوالا بھی مہا پاپی اور اچھوت ہے۔ اور ہر آریہ کو ہر روز دونوں وقت پانی اور آگ کی پرستش قدیم ہندوؤں کی طرح کرنی ضروری ہے۔ آرین لیڈر نے ان مشرکانہ اعمال کو تعلیم یافتہ پارٹی کے لئے ملمع کر کے دیدیا ہے۔ تا کہیں۔ انگریزی تعلیم یافتہ اس سے نفرت نہ کریں۔ خواہ اس پر کاربند ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن دوسروں کے مقابلے میں جل و اگنی پرست کہلانے سے تھوڑی دیر بچے رہیں۔ مگر سے

بچائے کون اس کمبخت کو جس کو خدا مارے

یہ ملمع اتر کر رہا اور آتش پرستی کا راز کھل گیا۔ اگنی ہوتر کیا عبادت ہے۔ کس طرح کی جاتی ہے۔ اور کہاں کی جاتی ہے۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ سب معلوم ہو جانے پر ساری حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ کہ یہ کوئی عبادت ہے۔ یا ویدک طب کا متعفن اور دماغ کو سڑا دینے والا بدبودار دھواں۔

اگنی ہوتر کیا ہے؟ } ایک گڑھا کھود کر اسمیں لکڑیاں بھر کر آگ جلا کر کچھ پختہ طعام کچھ مٹھائی کچھ پھل۔ کچھ ادویات جڑی بوٹی اور گھی وغیرہ اس میں ڈال کر ہوا میں سڑیاند پھیلانا اگنی ہوتر یعنے ہوم کہلاتا ہے۔

ہوم کس طرح کیا جاتا ہے؟ } ایک گڑھا ۱۲ یا ۱۶ انگل چوکون گہرا ہو۔ جو نیچے سے ۳ یا ۴ انگشت ہو کھود کر اس میں چندن۔ پلاش یا آم وغیرہ کی لکڑیوں کے ٹکڑے ڈالکر آگ جلا دیں۔ پھر اس آگ میں کستوری۔ اگر۔ تگر کیسر۔ سفید صندل۔ الائچی۔ جائفل۔ جلوتری وغیرہ خوشبودار اشیاء اور دودھ۔ پھل۔ گھی۔ چاول گیہوں ماش وغیرہ مقوی اشیاء۔ اور شکر اور شہد چھوہارے کشمش وغیرہ میٹھی اشیاء۔ اور گلو۔ بت پاپڑا وغیرہ ادویہ سے لڈو۔ کھیر۔ کھچڑی۔ میٹھے چاول طیار کر کے پھونک دینے سے یہ عبادت کی جاتی ہے۔ اور گھی سب سے بڑا جزو اس آتش پرستی کا ہے۔ کیونکہ خشک اشیاء سے اگنی دیوتا خوش نہیں ہوتی۔ اس لئے بغیر گھی کے یہ عبادت ناممکن ہے۔ اس طرح کی چیزیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر روز صبح وشام ہر آریہ کو آگ میں جلانی فرض ہیں مگر گھی ہر ایک آریہ کو ۱۶ تولہ فی کس کے حساب سے دونوں وقت جلانا لازمی ہے۔

ہوم کہاں کرنا چاہیئے؟

ہر آریہ کو اپنے مکان میں یہ ہون کنڈ (آگ جلانیکا گڑھا) بنا رکھنا ضروری ہے۔ اور صبح وشام ہر کرتب اپنے اپنے گھروں میں کرنا پڑتا ہے۔ جو آریہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ وہ شودر ہے یعنے اچھوت اور پاپی ہے۔ یعنے گنہگار۔ اس کو فوراً آریہ پارٹی سے نکال دینے کا حکم ہے۔

ہوم کرنیکا نتیجہ

آریہ سماج کے انیسویں صدی کے فلاسفر اور سوامی اور مہارشی نمبر ۱۰۸ دیانند جی مہاراج اس کی فلاسفی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ یہ عبادت نہ تو کسی گیان و معرفت الٰہی کے لیے ہے۔ نہ کسی روحانی صفائی اور تزکیہ نفس کیواسطے نہ مکتی یا نجات ملنے کا ذریعہ نہ اخلاق فاضلہ کی ترقی وحصول کا باعث ہے۔ بلکہ ویدک سائنس اور ویدک طب کے حفظان صحت کے محکمہ سے یہ عبادت ہر ایک آریہ پر اس لئے فرض کردیگئی ہے۔ کہ

(۱) یہ تعفن آمیز چیزوں کو منتشر اور ہلکا کر کے باہر نکال دیتی ہے۔ اور صاف ہوا کو اندر داخل کرتی ہے۔ ہوا کے ساتھ دور مقام میں جاکر آگ میں ڈالی ہوئی چیز لطیف ہو کر پھیلتی ہے۔ اور دور مقام میں جاکر بدبو کو دفع کرتی ہے"

(ستیارتھ باب ۳ دفعہ ۱۷ و ۱۸)

(۲) "اس سے ابر یا بادل بنتا ہے۔ اور بادل سے بارش ہوتی ہے"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ترجمہ نہال سنگھ صفحہ ۴۲)

فرمایئے ناظرین! آپ کے فہم شریف میں یہ روزانہ ویدک عبادت آگئی یا نہیں؟ (اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہی)۔ کہ یہ عبادت نہیں۔ بلکہ آرین صیغہ حفظان صحت کی پرانی جانکاہی کے تجربہ کا نچوڑ ہے۔ جو نہ ایشوری قرب یا نجات حاصل کرنے کے لئے اس کو بجالانا ہوتا ہے۔ محض صفائی ہوا اور آور دباران کیواسطے کرنا پڑتا ہے۔ پس اس کا نام دیو یگیہ بغرض عبادت رکھنا نری جہالت ہے۔ نہ لیاقت۔ لیکن باوجود اس کے بھی آریوں کو شودر بنا دینے کا نہایت سہل ٹوٹکہ ہے۔ جس پر وہ مشہور مثل پورے طور پر صادق آتی ہے کہ

"نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے"

ناقابل برداشت عبادت

کیونکہ یہ ایسی ناقابل برداشت اور بے سود عبادت ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ بطور سزاء اعمال سابقہ آریوں کے سرمنڈھی گئی ہے اس آتش پرستی میں نہ صرف چند پیسے ہی خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ بلکہ ایک معمولی حیثیت کے آریہ کو تو سارا گھر بار ہی پھونک کر نجات نہیں مل سکتی۔ آپ خود اندازہ کریں کہ یہ پوجا جبکہ ہر آریہ کو صبح وشام دو وقت کرنی ہوتی ہے۔ اور اس میں وہ اشیاء جلائی جاتی ہیں۔ جو بلا قیمت میسر نہیں آسکتیں۔ جن میں سے ایک روغن زرد (گھی) کو ہی لے لو۔ جو ۱۶ تولہ روزانہ آجکل کے نرخ سے ۱؎ روپیہ اور ۲۴ روپیہ ماہوار فی کس کا ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ کم از کم ۸ ؍ کی دیگر اشیاء خوشبودار و فروٹ ومٹھائی وغیرہ اور ۲ ؍ کی لکڑیاں کل ایک روپیہ یومیہ اور تیس روپیہ ماہوار ہر ایک آریہ غریب سے غریب کو اگنی دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے لئے صرف کرنے ہونگے۔ تو جس آریہ کے گھر میں دو تین اور بیوی بچے ہوں تو پتی (شوہر) پتنی (بیوی) پتر (بیٹا) پتا (باپ) ان چار کے لئے بحساب تیس روپیہ فی کس نہ سہی کیونکہ ممکن ہے۔ علاوہ گھی باقی اشیاء سب اہل خانہ کی طرف سے مشترکہ بیس روپیہ ماہوار کی سمجھ لی جائیں۔ مگر گھی تو ہر ایک کو انہیں سے ۱۶-۱۶ تولہ روزانہ ضرور جلانا پڑے گا۔ تب ہی گھر بھر کے چار افراد کے لئے ۴۸ روپیہ ماہوار کا تو گھی ہی چاہیے۔ اور بیس روپیہ کی باقی اشیاء جملہ ۶۸ روپیہ ہر مہینے میں پھونک کر یہ تماشا دیکھا جاسکتا ہے۔ تو بتلاؤ۔ کہ جو غریب آریہ صرف پچیس یا تیس یا چالیس یا پچاس روپیہ ماہوار کماتا ہے۔ اور اس کے گھر کے چار آدمی ہیں۔ وہ اپنی ساری آمدنی خرچ کر کے بھی باقی اشیاء کی قیمت کا ہر مہینے قرضدار ہوتا جائیگا۔ یا چوری کرکے لائیگا۔ اور دیگر اخراجات خورد ونوش یعنے گھر کے سب خرچ کھانا۔ پینا۔ کپڑا۔ لتہ وغیرہ۔ ضروریات کو مانگ کر پورا کرے گا۔ یا اس اگنی ہوتر سے تنگ آکر ایک دن دو چار آنہ خرچ کر کے سنکھیا لے آئیگا اور سب گھر والوں کو دیگران کے ہون سے تو چھٹکارا پائیگا۔ اور آئندہ اس کو صرف اپنی ذات کی طرف سے اس روزانہ عبادت کو ادا کر کے جو اکیلی جان کے واسطے ۳۰ روپیہ ماہوار سے پوری ہوتی رہیگی۔ اور اپنے کھانے کے لئے بھی آٹھ دس روپیہ ماہوار بچالیگا۔ اور کوئی صورت اس قدر قلیل آمدنی والے آریہ کے واسطے اس کثیر اخراجات کے برداشت کی نہیں نظر آتی۔ اگر کوئی مہاشہ۔ مسافر ہوں۔ یا مقیم۔ پرتاب ہوں یا ملاپ۔ ایسے آریوں کیواسطے جن کی ماہوار آمدنی چالیس۔ پچاس روپیہ کی ہوتی ہے۔ اور جن کی زیادہ تعداد آریہ ورت میں موجود ہے کوئی راہ اس مصیبت روزانہ سے نجات کی بتا سکتے ہوں۔ تو بیان فرمادیں۔ مگر اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں۔ کہ وہ اس طریق تجوزہ جدیدہ پر عمل کر کے کہیں شودر (اچھوت۔ دھوبی۔ نائی۔ باورچی خدمتگار) کی پدوی (ڈگری) نہ حاصل کرلیں؟

آریہ دوستو! کیا یہی تعلیم عالمگیر کہلا سکتی ہے؟

کیا ایسی ویدک دھرم کو مکہ ومدینہ افریقہ وامریکہ۔ یورپ اور جاپان میں پھیلانے کی آرزوئے خام رکھتے ہو؟ جو نہ ہر شخص کے مناسب حال ہے۔ نہ ہر شخص اسکو بجالا سکتا ہے۔ اسلیئے تو تمہاری کثیر تعداد نے اس اگنی پوجا کو دھتا بتا کر بمقابلہ آریہ کے شودر کہلانا پسند کیا مگر یہ گھر پھونک تماشا کرنا گوارا نہ کیا۔

آریوں پر اقبالی ڈگری

یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے سکرٹری مسٹر کرشن ایڈیٹر پرکاش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاہور نے ویدک سنسکاروں کی گرانباری کے متعلق آریوں کا واویلا شائع کر دیا۔ دیکھو پرکاش ۱۹؍ مورخہ ۲۰؍ مئی ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۳ کالم اول جہاں لکھا ہے۔ کہ

"الہ آباد آریہ سماج کے پردہان نے تجویز پیش کی ہے۔ جو معقول ہے۔ کہ ویدک سنسکار (دیانندی رسومات مذہبی (فاروق)) دن بہ دن گراں ہو رہے ہیں۔ اور

غریب آدمیوں کو ان کے کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اسلئے آریہ سماج کو چاہیئے۔ کہ ہر ایک سنسکار میں۔ چاہے وہ امیر کے گھر میں ہو یا غریب کے چھوٹے بتاشے بانٹے جانے چاہئیں تاکہ کسی کو سنسکار کرنے میں سنکوچ (دقت) نہ ہو"

بولو! دیانندیو۔ آریو!! کیا اب بھی تم پر اقبالی ڈگری صادر نہیں ہوگی۔ جو خود بکار اٹھے ہو۔ کہ غریب آریوں کو ایسے اعمال کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ ویدک ہدایات بہت گراں ہیں۔ کیا اسی کو عالمگیر تعلیم بتاتے ہو۔ جس سے پنا ہی پیچھا چھڑاتے ہو۔

یاد رکھو! ایسا مذہب جو ناقابل برداشت تعلیم پیش کرے۔ کبھی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور نہ عالمگیر مذہب کہلا سکتا ہے۔

انیسویں صدی کا مہرشی ﴿اس کتاب میں پنڈت دیانند بانی فرقہ آریہ﴾ کی پُر اسرار زندگی بجلی کی روشنی سے دکھائی گئی ہے۔ اور آریوں کو وہ تمام مخفی حالات دیانند کے بتائے گئے ہیں جن سے ۹۹ فیصدی ناواقف ہیں۔ اس کتاب نے آریوں میں ماتم برپا کر دیا ہے۔ نہایت اعلیٰ کاغذ پر عمدہ لکھائی چھپائی سے طبع ہوئی ہے۔ اس کے دس باب ہیں۔

قیمت صرف ۱۰؍

ہندو مسلم اخبارات کا نظارہ

نااہل راہ نما ﴿اخبار "نجات" اپنے علماء کی شان میں رقمطراز ہے﴾

کہ "ہمارے علماء اسقدر تنگ نظر اور تنگ دل ہیں۔ کہ اسلام کی کس مپرسی اور مسلمانوں کی عام تباہی بھی انکو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتی۔ اگر ان کی تنگ نظری اور تنگ دلی کا یہی عالم رہا۔ تو اس کا نتیجہ یقیناً ایک روز یہ ہوگا۔ کہ یا تو مسلمان نااہل رہنماؤں سے عاجز آکر دوسری قوموں میں جذب ہو جائیں گے۔ یا علماء سو کو انکے حال پر چھوڑ دیا جائیگا۔ اور پھر نہ تو کوئی ان کی سنیگا۔ اور نہ اونکے ارشادات واجب التعمیل سمجھے جائینگے۔ دنیا آج جس طرف جا رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگر جلد علماء ہند نے اپنی روش نہ بدلی۔ تو ایک روز انکا حشر بھی وہی ہوگا۔ جو دوسرے اسلامی ممالک میں ہو رہا ہے۔" (بالکل درست اور بجا ہے۔ فاروق)

دیوبندیوں کے عقائد ﴿اخبار "غالب" بمبئی کا ایڈیٹر﴾

دیوبندی ملاؤں کے سامنے شرائط صلح پیش کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"(۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ یہ علماء دیوبند کا سب سے زبردست مسئلہ ہے۔

(۲) نبی کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ یہ علماء دیوبند کی تحریر ہے۔ (۳) بے شمار دو گستاخانہ کلمات ہیں۔ جو نبی اکابر رحمت کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اور ایسی تحریروں پر اگر علماء حقہ اہل سنت نے ان پر **کفر کے فتوے** دیئے۔ تو کیا وہ مورد طعن ہو سکتے ہیں۔ ہم آج ذمہ واری لیتے ہیں۔ کہ اہل دیوبند مع اپنے حلقہ بندوں کے ان عقائد فاسدہ سے ان

گستاخانہ تحریروں سے جن کو ہم تفصیل کے ساتھ لکھ سکتے ہیں۔ توبہ کا اعلان کر دیں۔ تو علماء بریلی۔ بدایوں۔ لکھنؤ اپنے اپنے مخالفانہ فتاوے واپس لیکر صلح و آشتی کے لئے ہاتھ بڑھانے کو آمادہ ہونگے۔" (یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ فاروق)

سردار اہلحدیث کی ناقدری ﴿مولوی ثناء اللہ صاحب﴾

ایڈیٹر اہلحدیث قوم کی طرف سے اپنی ناقدردانی کا ایک غیر مقلد کی زبانی اس طرح اظہار کراتے ہیں کہ "اہلحدیث قوم ایسی ناقدری ہے۔ کہ اس سردار (ثناء اللہ) کی باتوں پر کچھ دھیان ہی نہیں کرتی۔ اور آپس کے حسد و بغض کو اپنا مقصد زندگی خیال کرتی ہے۔ آہ اس انفراق ذات البین سے ہم (غیر مقلد) ایسے کمزور و ناتوان ہو گئے۔ کہ نہ تو کسی مخالف کی بات کا جواب دے سکتے ہیں۔ نہ کسی **طرح اسلام کی حقانیت و صداقت بیان کر سکتے ہیں۔** اگر کچھ کر سکتے ہیں۔ تو البتہ آپس میں لڑنا جھگڑنا۔ ادنےٰ بات پر کسی کو کافر و مشرک بنانا۔ یا حسد و بغض و کینہ کرنا ہمارے لئے آسان ہے۔" (حسب پیشگوئی مخبر صادق مثیل یہود بنکر غیر مقلدوں نے اور سیکھنا کیا تھا۔ فاروق)

غیر احمدیوں کا اسلام ﴿اہلحدیث مورخہ ۲۸؍ اگست ۱۹۲۵ء کے﴾

صفحہ ۹ پر "ہمارا اسلام" کی سرخی سے جو مضمون دہابیوں کا شائع ہوا ہے۔ اس میں غیر احمدیوں کے اسلام کا اس طرح ذکر کیا ہے۔ کہ

"اسلام کے ہم بھی مدعی ہیں۔ ما انا علیہ و اصحابی پر ہونیکا ہمارا (غیر مقلدین کا) بھی دعویٰ ہے۔ اور دل بہ دن حالت دگرگوں ہے۔ نہ ہمت ہے نہ استقلال نہ حوصلہ ہے۔ نہ امنگ۔ نہ ملت ابراہیمی اور دین محمدی کی عزت کا خیال ہے۔ نہ تعلی اعتبار سے غیرت..... دل میں تقویٰ نہیں۔ خشوع نہیں۔ تو اخلاقی حالت جو کچھ بھی ہے پوشیدہ نہیں۔ معاملات جیسے مسلمانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خواب ہیں۔ شاید ہی کسی قوم کے ہونگے۔ انگریزی عدالتیں اس کی گواہ ہیں۔ صلہ رحمی کو ہوس زر کھا گئی۔ صدق الحدیث (سچ بولنا) مجالس میں بیکار ہے۔ کاروبار میں ضرر رسانی۔ اداء امانت کا نام ہی نام ہے۔ محرمات (حرام اشیاء) سے اجتناب خواب و خیال ہے۔ فواحش کا زور ہے۔ زُور کا دور ہے۔ یتیم کا مال غذاء زود ہضم ہے۔ کسی پر تہمت لگانا بائیں ہاتھ کا معمولی سا کام ہے۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں۔ (بالکل صحیح ہیں فاروق) تو پھر ہمارے اسلام کو حقیقی اسلام سے کیا نسبت (وہی نسبت ہے جو دس کو سو سے ہے فاروق) ہم میں اور دیگر غیر مسلم اقوام میں کیا فرق۔ (وہی فرق ہے جو یہود اور نصاریٰ میں ہے فاروق) کوئی بتائے کہ اس اسلام نے جس کے ہم مدعی ہیں۔ ہم میں بمقابلہ دیگر اقوام کیا شان امتیاز پیدا کی"؟ (میں بتاتا ہوں۔ کہ آپ کے اسلام نے بمقابل دیگر اقوام وہ شان امتیاز پیدا کی ہے۔ جو سناتن دہرم اور آریہ سماج نے پیدا کر رکھی ہے۔ اسلئے تمہارا وجود ننگ اسلام ہے۔ اور اسلام برائے نام اور تم اس مثل کے پورے مصداق بن گئے ؎

(زمیندار) دوبن دونوں کی رسی کو کاٹ کے
دھوبی کے کتے ہوگئے گھر کے نہ گھاٹ کے

زمیندار سیہ کار

امرتسر کا الفقیہ اخبار ۷ اگست کی اشاعت میں "زمیندار سیہ کار پر ایک نظر" کے عنوان سے مراسلت درج کرتا ہے۔ جس میں مسٹر نقاش علی ظفر کو یہ سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے۔ کہ "زمیندار بدکردار نے اسلام و مسلمین خصوصاً پیشوایان مذہب اہل سنت پر جو کچھ حملے کئے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس حیا فروش کی فحش گوئی اور پھکڑ بازی انتہا کو پہنچ چکی ہے ...... ہم اس کی فحاشی اور بدگوئی کا آخر تک کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ہم اس کے اتہامات و الزامات کا رد کر سکتے ہیں۔ مگر اس کی بازاری مغلظات کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ یہ گندہ ذہنی

اس لندنی خدا کے دیوبندی بندہ ہی کو مبارک رہے مغربی تہذیب کے اس بدترین پتلے نے اپنی مشک حیا کے لئے حضرات علماء بریلی کو خاص طور پر منتخب کر رکھا ہے۔ زمانہ واقف ہے۔ کہ تمام بدمذہب بریلی کی قلم کا لوہا مان چکے ہیں۔ جس کی ہیبت نے مخالفین کی دواتیں خشک کر دیں۔ منافق حاسدین کے دانت کھٹے کر دیئے۔ جس کی فصیح و شستہ زبان (برائے تکفیر مومنان۔ فاروق) شائستہ انداز بیان نے (خلاف اسلامی شان۔ فاروق) نے بڑے بڑے دیوبندی مُلّاؤں نیچری انشا پردازوں اور گاندھوی لیڈروں اور ایڈیٹروں کی زبانیں بند کر دیں اور فصاحت و بلاغت کے مدعی زمیندار ناہنجار اور ہمدرد جیسے بے ادب گستاخ ادیبوں کے لب سی دیئے"

(الفقیہ)

ایڈیٹر پرکاش و پرتاب کے متعلق

پنڈت شردھارام آریہ نے ایک مراسلہ اخبار جاگرت لائل پور مورخہ ۲۰ اگست میں طبع کرایا ہے جس میں مسٹر کرشن ایڈیٹر پرتاب کی بالفاظ ذیل تعریف کی گئی ہے جو بالکل درست اور بجا ہے۔

"پرتاب کا ایڈیٹر مہاشہ رادھا کرشن آریہ پرتی ندھی سبھا کا سکرٹری بنا ہوا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اسے آریہ سماج سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اور نہ وہ آریہ سماج کے اصولوں کو ہی مدنظر رکھتا ہے۔ اسکا دہرم تو پیسہ ہے۔ اس نے گذشتہ سال شری سوامی دیانند جی سرسوتی کے پرلوک گمن کے دن اپنے اخبار پرکاش کا رشی نمبر نکالا تھا۔ جس میں سوامی جی کی تصویر رکھی تھی۔ اس تصویر کے مقابل کے صفحہ پر گھٹنے کے بوٹ کی تصویر تھی۔ جو عین سوامی جی کے منہ پر آتی تھی۔ اس کیلئے مانسہ نے اخبار چھاپتے وقت یہ نہ سوچا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اگر اسے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ دیو سماج یا سناتن دہرم میں رہکر وہ زیادہ روپے کما سکتا ہے تو وہ فوراً ضمیر کا بہانہ بنا کر وہیں چلا جائیگا"

"لالہ رادھا کرشن کہنے کو تو آریہ سماجی ہے لیکن سناتن دھرمیوں سے ٹکے بٹورنے کے لئے کرشن کے متعلق اپنے ضمیر کے خلاف بھی لکھتا ہے۔ آریہ سماج شری کرشن چندر جی کو ایک مہان پرش سمجھتا ہے۔ اوتار نہیں مانتا۔ لیکن اس کے باوجود اس شخص نے اپنے اخبار میں ایسی نظمیں اور مضمون چھاپے ہیں۔ جن سے کرشن کا اوتار ہونا ثابت ہوتا ہے"

"لیکن لالہ رادھا کرشن کو کیا۔ وہ تو روپیہ کمانا چاہتا ہے۔ چاہے اسے اس ناپاک مقصد کے لئے آریہ سماجی اصولوں کو بھی قربان کرنا پڑے وہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ اس کے کسی مضمون سے آریہ سماج یا سوامی جی کے کسی سدھانت کا کھنڈن ہوتا ہے"

"ایسے بے اصولے آدمی ہی آریہ سماج میں پھوٹ ڈلوانے کا باعث ہو رہے ہیں پہلے تو یہ شخص مانس پارٹی (کالج سیکشن) کے ہی خلاف تھا۔ لیکن اب سوامی شردھانند کے بھی برخلاف ہوگیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو آریہ سماجی کیسے کہہ سکتا ہے۔ اس نے سوامی جی کے سدھانتوں کا کھنڈن کیا ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک ایسے آدمیوں کو آریہ سماج سے نہ نکالدیا جائے اسوقت تک ہندو جاتی کا کلیان نہیں ہو سکتا"

(جاگرت)

آریہ پاگل ہو گئے

لائل پور کا سناتنی اخبار "جاگرت" "آریہ سماجی پاگل ہو گئے" کی سرخی دیکر ۲۰ اگست کے پرچہ میں لیڈنگ آرٹیکل میں لکھتا ہے کہ

"آریہ سماج کی تاریخ میں سب سے زیادہ نمایاں اور خصوصیت سے قابل ذکر بات جسے آریہ سماج کے لیڈر کبھی بھول نہیں سکتے۔ آریہ سماجی اُپدیشکوں کا پھکڑپن ہے۔ اس طویل عرصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج نے کھنڈن اور فساد انگیزی کی قابل نفرت سپرٹ سے کام لیا۔

بیرونی وجوہات چاہے کچھ ہوں لیکن اندرونی طور پر آریہ سماج کے غصہ اور خفا ہونے کی یہی وجہ ہے۔ کہ اب ادھسے بے لگام ہونے نہیں دیا جاتا۔ اب پہلے کی طرح اس کے اُپدیشک اپنے گورو دیانند کی طرح دوسروں کو بھاڑے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر وہ جھگ جھگ کرنے کے لئے منہ کھولتے ہیں۔ تو دوسری طرف سے اس کا نہایت عبرتناک جواب ملتا ہے۔

آریہ سماج کو شکایت ہے۔ تو یہ کہ اسے پہلے کی طرح سناتن دہرم کو ماں بہن کی گالیاں دینے سے کیوں روکا جاتا ہے۔" (جگت)

لالہ لاجپت رائے } اسی عنوان سے جگت لکھتا ہے کہ

"چند ہفتہ ہوئے جاگرت میں گوپال کرشن کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں ایک ایسے ہندو لیڈر کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو گوشت کھاتا ہے۔ پرندوں کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ اور ہندو دوکان کی موجودگی میں مسلمان دوکان سے ڈبل روٹی منگوانے سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔"

"ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ لیڈر کون ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے۔ کہ اشارہ لالہ لاجپت رائے کی طرف ہے۔ لالہ جی نے ہندوؤں کے کھان پان کے طریق کو تقریباً ترک کر دیا ہے۔ اور وہ ویدوں کو الہامی بھی نہیں مانتے۔ اس لئے عام ہندوؤں میں اُن کے متعلق سخت بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔" (جگت)

تنبیہ زباندراز } غلام حیدر مرتد آریہ نے افشاء راز ایک رسالہ لکھکر اسلام پر زباندرازی کی تھی۔ اسکا دندان شکن ترکی بہ ترکی جواب اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱۰ار

سفر دمشق

(از مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل سکھوانی)

برادران سلسلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اس عظیم الشان انسان کے زمانہ میں پیدا کیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے ہزاروں قلوب تڑپا گئے۔ جس کی انتظار کرتے کرتے کروڑوں انسان اس دنیا سے چل بسے۔ اور حسرت دید کو اپنے ساتھ لے گئے۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ انسان اور کیا ہی مبارک ہے یہ زمانہ جس میں کہ اس بدر کامل نے طلوع کیا۔ آپ کی روشنی آپ کا نور کچھ ایسا نہ تھا۔ کہ وہ ایک ہی ملک میں محدود رہتا بلکہ اس کی شعاعوں اور نسیم صبح کی دست اندازیوں نے دنیا کے کناروں تک پھیل کر سعید روحوں کو جگا دیا۔ اور اندھوں کو بینا بنا دیا۔ اب وہ زمانہ بھی آگیا۔ کہ اس سرزمین میں اسکا نور چمکے۔ جس میں خدا تعالےٰ نے ہزاروں نبی مبعوث کئے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو وہ موقع عطا فرمایا۔ کہ آپ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق اس سرزمین میں جائیں۔ اور اس نور کی اشاعت کی بنیاد ڈالیں۔ چنانچہ آپ گذشتہ سال اسی موسم میں اس سرزمین میں داخل ہوئے۔ اور باصد کامیابی وکامرانی اپنے فرض کو سرانجام دیتے ہوئے واپس تشریف لائے۔

قادیان سے روانگی } آپ نے سفر میں ہی یہ عزم مصمم کر لیا تھا۔

کہ وہاں ایک مبشر بھیجا جائے۔ سو اس بناء پر حضور نے اس عاجز ومسکین وگنہگار کو بمعیت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جانے کے لئے تیاری کا حکم فرمایا۔ ۲۷ جون کی شب کو سامان سفر باندھا۔ کتابیں وغیرہ صندوق میں بند کیں۔ صبح اٹھتے ہی نماز فجر کے بعد مقبرہ بہشتی میں گیا۔ اور اپنے پیارے محبوب اور جان سے عزیز مسیح موعود ومہدی معہود کے روضہ مبارک پر جاکر رویا۔ اور دعا کی۔ اس کے بعد شہیدان وفا کی قبروں پر دعا کر کے واپس آیا۔

اب اس پیاری بستی قادیان سے جدائی کا وقت آیا۔ جو دینی و دنیاوی لحاظ سے اسوقت دارالامان ہے۔ جس کی چھاتیوں سے روحانیت کا چشمہ پھوٹا۔ اور لاکھوں تشنگاں کو سیراب کیا۔ ہاں وہ عزیز بستی جس کی یاد میں مینے اپنے وطن کی یاد کو دل سے یکسر مٹا دیا تھا۔ وہ قادیان جس میں مینے ۱۲ برس کا عرصہ گذارا۔ روانگی سے ایک دن پہلے ہر ایک مکان کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا۔ اور کہتا۔ کہ آہ اب مجھے نہیں معلوم کہ پھر تمہیں کب دیکھنا نصیب ہوگا۔

غرضیکہ دل صدمہ ہجر سے مغموم اور پر از ہجوم تھا۔ اس پیاری بستی سے محبت کی وجہ یہ نہیں۔ کہ اس میں کوئی بڑی بڑی عالیشان عمارتیں ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس میں اس زمانہ کا نور اُترا۔ اور جس میں میرے روحانی اور جسمانی استاد اور بزرگ اور پیارے موجود ہیں۔ بقول شاعر

وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ فضل عمر معہ دوسرے احباب بیر الوداع تک تشریف لائے۔ دعا کی اور آخر بوقت رخصت حضور نے ہم سے پدرانہ شفقت اور دعائیں کرتے ہوئے اپنے گلے سے لگایا۔ اسوقت میرے دل کی کیفیت عجیب تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کے سینہ مبارک سے کوئی چیز نکلکر میرے سینہ میں داخل ہو رہی ہے۔

اے خدا اپنے محبوب کا اس گنہگار کو گلے لگانا ہی مجھ عاصی کے لئے نجات کا باعث بنا۔ اور اپنی افضال ونعم کی آغوش میں لے لے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بمبئی سے جہاز کی روانگی

۳۰ جون کو بمبئی پہنچے۔ یکم جولائی کو ۱۲ بجے جہاز پر سوار ہوئے۔ ایک بجے جہاز نے لنگر چھوڑ دیئے۔ اور بندرگاہ سے چل پڑا۔ بسم اللہ مجرہا ومرسٰہا۔ چند منٹ تک تو جہاز صاف رفتار سے چلتا رہا۔ آخر اوپر نیچے حرکت کرنے لگا۔ خاکسار اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔ سر کو چکر آنے لگے قے آنی شروع ہوگئی۔ چھ دن تک متواتر یہی حالت رہی۔ غنودگی سی طاری رہتی تھی۔ چھ دن تک کھانے کو بھی دل نہ چاہا۔ سوائے اس کے کہ لیموں شربت میں ڈالکر پیتا تھا۔ چھٹے دن سمندر میں جو طلاطم تھا جاتا رہا۔ اب جہاز صاف رفتار سے چلنے لگا۔

جہاز میں بھی قادیان کی یاد تڑپایا کی۔ اور جو غنودگی کا وقت ہوتا تھا نہایت لطیف حالت میں گذرتا تھا۔ کیونکہ اسوقت میں اپنے آپکو قادیان میں پاتا تھا۔ جس میں میرے دلکو راحت محسوس ہوتی تھی۔

ایک مدنی عرب سے گفتگو

دو عرب مدنی میرے ساتھ سوار تھے۔ سلسلہ کے متعلق ان سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر اس نے احمد رضا خان کے فتویٰ کا ذکر کیا۔ کہ مدینہ میں آیا تھا۔ اور علماء نے کفر کا فتویٰ دیدیا۔ مینے کہا یہی لکھا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کو علماء کافر کہینگے۔ پھر استفتاء کتاب سُنائی۔ اس نے کہا کہ اس کی ایک کاپی مجھے ضرور دیں۔ مدینہ کے علماء اس کتاب کو پڑھینگے تو ضرور ان کے خیالات میں تغیر ہوگا۔ پھر مواہب الرحمٰن سے عقائد سُنائے۔ تو کہنے لگا۔ کہ اصل میں بالواسطہ علماء مدینہ کے پاس یہ خبر پہنچی ہے۔ اگر ان کی اصل کتاب پہونچتی۔ تو وہ ایسا نہ کرتے۔ اس کے اصرار پر اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ دیا گیا۔ اس نے اپنا ایڈریس بھی دیا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ مجھ سے خط وکتابت جاری رکھیں۔

عدن

ساتویں دن عدن پہنچے۔ تین گھنٹہ وہاں جہاز ٹھیرا۔ اتنی دیر میں ہم نے عدن کے مقامات کو دیکھا۔ جب دیکھکر واپس جہاز پر پہنچے۔ تو دیکھا کہ جہاز پر کثرت سے نئے لوگ سوار ہوئے ہیں۔ پہلے دیکھکر میں حیران ہوا۔ کہ یا الٰہی اتنے ہندوستانی کہاں سے آگئے۔ کیونکہ اکثر کی شکلیں بالکل ملاؤں اور دیوبندی اور سہارنپوری ملاؤں کی طرح تھیں۔ آخر دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ مغضوب علیہم یہودی ہیں اور ہجرت کر کے فلسطین جا رہے ہیں۔ پہلے تو کبھی یہودی دیکھنے میں نہیں آئے تھے۔ انکو دیکھنے سے ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہو رہے تھے۔ جہاز پر نماز پڑھتے دیکھا۔ تو ان کی نماز پڑھنے کا طریق بالکل ایسا تھا۔ جیسا کہ ایک عورت نوحہ کرنیوالی ایک بات کہتی ہے۔ تو اس کے پیچھے باقی نوحہ کرنیوالی کہتی ہیں اسی طرح وہ کرتے تھے۔ یونہی رونے کی شکل بنا لیتے تھے۔ اور آنسو کسی کا بھی نہیں نکلتا تھا۔

سویز

گیارہ جولائی کو سویز پر اُتر گئے۔ اور وہاں سے بیت المقدس پہونچے۔ شاہ صاحب کے شاگرد اور دوست ملاقات کے لئے آئے۔ اون سے سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ وہاں کے مفتی۔ قاضی اور علماء سے بھی گفتگو ہوئی۔ وفات مسیح کو تو ہر ایک ماننے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔ شاہ صاحب گفتگو کرتے تھے۔ اور میں حوالے سُناتا جاتا تھا۔ یہاں کے علماء اور ہند کے علماء میں ایک فرق پایا۔ وہ یہ کہ ہند کے علماء تو اپنے خلاف بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ مگر یہ نہایت اطمینان سے بات کو سُن لیتے ہیں۔

روانگی دمشق

پھر اس کے بعد براستہ موٹر دمشق کو روانہ ہوئے۔ پہلے نابلس میں ٹھیرے وہاں بھی چند علماء سے گفتگو ہوئی۔ ایک بوڑھا سا شیخ تھا۔ اس سے جب گفتگو ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا۔ آپ کی باتوں کو یہاں کوئی نہیں مانیگا۔ جب شاہ صاحب نے آیت متوفیک پیش کی۔ تو کہنے لگا۔ کہ یہاں معنے نیند کے ہیں۔ وہاں کتب بہت سی موجود تھیں۔ مینے تفسیر روح البیان سے اس کے معنے ممیتک حتف انفک لا قتلا باید یھم دکھا دیئے۔ تو حیران ہوگیا۔ پھر حدیث امامکم منکم پیش کی گئی۔ تو نمر جو بہت بڑا عالم ہے۔ اور اس سے ملنے کے لئے گئے تھے۔ کہنے لگا۔ کہ ایسی حدیثوں کو ہم نہیں مانتے۔ ہمنے کہا یہ بخاری میں ہے کہنے لگا۔ نہیں۔ مینے بخاری سے یہ حدیث دکھا دی۔ جب دسترخوان پر بیٹھے تو وہی بوڑھا شیخ بھی ساتھ تھا۔ اپنے قید ہونے اور مسلمانوں کی ابتری کی حالت سُنانے لگا۔ اور آخر کہنے لگا۔ کہ ہم اسبات سے تو خوش ہیں۔ کہ مسیح اسرائیل کی بجائے کوئی امت محمدیہ سے آئے۔ مگر اس کی وفات ماننے سے عیسائیوں کو مدد ملے گی۔ تو شاہ صاحب نے سمجھایا۔ کہ اس سے ان کی تائید نہیں۔ بلکہ کسر صلیب ہوتی ہے۔ پھر وہاں سے صفد۔ جنین اور ناصرہ سے ہوتے ہوئے قنیطرہ پہنچے۔ رات وہاں ٹھیرے۔ وہاں بھی نبوت کے مسئلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اور وہاں کے شیخ نے جو مصری ہے۔ کہا کہ غیر شرعی نبی ہونے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور گذشتہ سال کے وفد کے متعلق اخباروں میں پڑھ چکا تھا۔

ارض شام میں داخلہ کے وقت دعاء

ارض شام میں داخل ہونے سے پہلے دعا کی۔ کہ اے میرے پیارے سمیع ومجیب قادر وعلیم خدا اب ہم اس سرزمین میں داخل ہوتے ہیں جس میں ہزاروں انبیاء زمانہ ماضی میں گذرے۔ اور انکو راہ راست پر لاتے رہے۔ پھر خاتم النبیینؐ کے جان نثاروں اور پیاروں نے اپنی جانوں کو قربان کر کے اور اپنے آرام و راحت کو چھوڑ کے انکو آب زلال کا جام پلایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے قادرِ خدا اب پھر جبکہ وہ پہلی حالت پر آ گئے۔ اور نبی احمدؐ کی دوبارہ بعثت مسیح موعودؑ کے رنگ میں ہوئی۔ اور ہم اس کے خادم تیرے دین کی اشاعت کے لئے اس میں داخل ہوتے ہیں تو ہر قدم پہ ہماری نصرت کر ہماری کمزوریوں پہ پردہ پوشی کر۔ ہر قسم کے مصائب اور بلاؤں سے محفوظ رکھ تو ہی محافظ ہے تو ہی ناصر ہے تو ہی مددگار ہے۔ آمین۔

داخلہ دمشق دمشق پہونچے پہلے تین دن تنزگا سنترال ہوٹل میں ٹھیرے جہاں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ٹھیرے تھے۔ شاہ صاحب کے شاگرد اور دوست ملنے کے لئے آتے رہے۔ ان سے سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔

اس جگہ چار قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک تو صوفی مشرب کے مشائخ ہیں۔ جو نبوت وغیرہ کے مسئلہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی باتوں کو سن لیتے ہیں۔ اور صحیح صحیح کہتے جاتے ہیں دوسرے مشائخ تو شاید سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور ہاتھا پائی تک تیار ہو جانیوالے ہیں۔ تیسری قسم نئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ہے۔ وہ ہمارے خیالات کو سنکر خوش ہوتے ہیں۔ مگر اکثر ان میں سے ابھی تک سیاست کی طرف مائل ہیں۔ امید ہے۔ کہ ہماری تبلیغ انہیں کامیاب ہو۔ اور نوجوانوں اور مشائخ کے گروہ میں آپسمیں کشمکش ہو۔ مگر یہ طبقہ مشائخ سے کچھ دبا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مشائخ کا جہلا پر بہت اثر ہے۔ چوتھا طبقہ جہلاء کا ہے۔ جو ہماری بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اور دینی لحاظ سے حالت نہایت گری ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض مشائخ بھی نماز نہیں پڑھتے۔ نہایت جمود کی حالت ہے۔ یورپ کے تمدن کے دلدادہ ہیں۔ ان حالات کے ماتحت ہمیں کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے یہ کام انجام کو پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس ارض مقدس کے باشندوں پر اپنے الہام سے صداقت کی قبولیت کی توفیق بخشے۔ آمین ؎

اندریں وقت معصیت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

اسلئے آخر میں تمام جماعت سے نہایت عاجزانہ التماس ہے۔ کہ وہ ہماری کامیابی اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی نمازوں میں دعا فرماتے رہیں۔ والسّلام

پتہ یہ ہے۔

بنایۃ عابدیا عمارۃ عابد غرفۃ الرقم ۳۶۔ دمشق شام

مسیحی صاحبان سے ایک ہزار ایک سوال حل طلب

سوال نمبر ۲

انجیل مطبوعہ ۱۸۹۲ء	انجیل مطبوعہ ۱۹۰۸ء
متی ۱۷ باب ۲۱ آیت۔ "مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا روزہ کے نہیں نکالے جاتے"	اس انجیل میں یہ آیت بالکل غائب ہے

اس تحریف کی اصل ہسٹری اس طرح سے ہے:۔ جب حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پادری صاحبان پر یہ سوال کیا تھا۔ کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے کے نشانات میں سے ایک یہ معجزہ تھا کہ وہ دیوؤں کو آدمیوں میں سے نکالا کرتا تھا۔ مگر انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب حواریوں نے یسوع سے اس دیوؤں کے نکالنے کی طاقت کی بابت دریافت کیا۔ تو یسوع نے کہا۔ کہ ایسے دیو نکالنے دعا اور روزہ کے ساتھ ہو سکتے ہیں اور اس طرح اس طاقت کو سب کے واسطے عام کر دیا۔ یسوع کی خصوصیت نہ رہی۔ اور ابن اللہ ہونیکا دعوے باطل ہو گیا۔

اس لاجواب سوال سے گھبرا کر پادری صاحبان اس فکر میں لگے۔ کہ کسی طرح اس آیت کو خارج کیا جائے۔ تاکہ اس اعتراض سے بچ جائیں۔ ممکن ہے۔ اس تلاش میں کوئی ایسا نسخہ بھی مل گیا ہو۔ جس کی پناہ میں پادری صاحبان اس اعتراض سے بچ سکتے ہوں۔ اور اسجگہ اسی نسخہ کی پیروی کا آیندہ کے واسطے ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ مگر ہمارا سوال پھر بھی قائم ہے۔ کہ کس نسخے کو درست جانیں۔ اور کس کو غیر الہامی۔ اور کن وجوہات سے اطلاع دیکر مشکور فرماویں۔

جوہر شفائی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید قیمت نہایت کم جو سو روپیہ کو بھی مفت ہے۔ فی تولہ عمر علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔

حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر

ایس عزیز الرحمٰن۔ قادر بخش انجینئر قادیان

(قادیان میں باہتمام شیخ محمد پرنٹر و پبلشر کے فاروق پریس قادیان میں چھپ کر دفتر فاروق سے شائع ہوا)